کیرزمافوبیا: خوبصورتی اور جسمانی کشش کم ہو جانے یا ختم ہو جانے کا خوف

خوبصورتی کیا ہے؟ صرف اس سوال کا جواب سمجھ آ جانے ہی سے ہمارے شکل و صورت، جسمانی کشش اور شخصیت سے جڑے بہت سے مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں۔ پاکستان کے تین بڑے عوامی مسائل میں سے ایک گوری رنگت کا حصول اور دوام بھی ہے۔ {دوسرے دو مسائل مردانہ کمزوری اور کالا جادو ہیں} ۔ خوبصورتی کی تعریف دو طرح سے کی جاتی ہے، یعنی اس کو بیان کرنا کہ خوبصورتی کیا ہوتی ہے دو طرح سے ممکن ہے۔ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے سماج میں رائج خوبصورتی کی تعریف کو قبول کر لیں جیسا کہ پاکستان میں گوری رنگت خوبصورتی کے لیے لازم و ملزوم سمجھی جاتی ہے۔ دوسرا اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ خوبصورتی کی تعریف سائنسی طریقہ سے کی جائے یعنی جمالیات، نفسیات اور فلسفہ کی رو سے خوبصورتی کو بیان کیا جائے۔ اس سائنسی طریقے کی رو سے خوبصورتی انسان کی ان صفات کو کہتے ہیں جو دیکھنے والے یا محسوس کرنے والے پر اچھے اثرات مرتب کریں، اسے دیکھنے یا محسوس کرنے سے مزہ آئے، یعنی وہ صفات دیکھنے والوں کو بھا جائیں۔ یہ صفات جسمانی بھی ہو سکتی ہیں اور کردار، اخلاق، علم، مرتبہ، گفتگو اور شخصیت کے تمام پہلوئوں سے بھی اخذ کی جا سکتی ہیں۔ بچوں کو ہم بہت پیارا کہتے ہیں حالانکہ ان کا رنگ سانولا ہی کیوں نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پیارا ہونے میں رنگت کی شرط لازمی نہیں۔ بچوں کی ننھی منھی ادائیں، معصومیت، بھولا پن اور شرارتیں ان کو پیارا بنا دیتی ہیں۔ انسانوں کے علاوہ چیزیں اور جگہیں بھی پیاری یعنی خوبصورت ہوتی ہیں یعنی ان کی اپنی صفات ان کو خوبصورت بناتی ہیں۔ عرف عام میں جب ہم لفظ خوبصورتی کا استعمال کرتے ہیں تو ہماری مراد کسی انسان اور خصوصاً کسی خاتون کے چہرے کا حسن ہوتی ہے۔ یعنی ہم خوبصورتی کو محدود کرتے ہوئے اسے کسی عورت اور اس عورت کے بھی صرف چہرے تک محدود کرتے ہیں اور اگر اس کا چہرہ سفید ہے تو اسے خوبصورت اور اگر سانولا یا زردی مائل ہے تو اسے کم خوبصورت یا بدصورت سمجھتے ہیں۔ یہ سراسر جہالت اور زیادتی ہے۔ اسی عوامی رویے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کاسمیٹکس بنانے والی کمپنیاں اپنا کاروبار چمکاتی ہیں۔ ان کے اشتہارات میں ایسے ایسے

معجزوں کی بشارتیں دی جاتی ہیں جو سائنسی طور سے ممکن ہی نہیں ہوتے جیسا کہ چودہ دنوں میں رنگ گورا ہو جانا، چھائیوں کا فوری طور پر ختم ہو جانا، دیکھنے والوں کی آنکھوں کا خاتون کے چہرے پہ جم جانا اور ہٹ نہ پانا، اور ایک جم غفیر کا کسی عورت کو دیکھ کر دانتوں میں انگلیاں دبا لینا وغیرہ۔ چونکہ میری اس تحریر کا مقصد جسمانی کشش اور نسوانی خوبصورتی پر ہی بات کرنا ہے لہذا ضروری ہے کہ نسوانی حسن کی سائنسی انداز میں درست تعریف سے آگاہ کیا جائے تاکہ لوگ اپنے نظریات کو درست سمت میں بدل سکیں۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ خواتین سے خوبصورت ہونے کی توقع کی جاتی ہے اور معاشرے خوبصورت خواتین کو ہر شعبے میں زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ کسی بھی خاتون کی خوبصورتی کو جانچنے کے لیے اس کا چہرہ ہی ایک واحد معیار نہیں۔ جمالیاتی اور نفسیاتی فلسفوں کی روشنی میں اس خاتون کا پورا سراپا، اس کی شخصیت، اس کا لباس، اس کی وضع قطع، اس کا جسمانی ڈیل ڈول اور خط و خال، اس کی ذہانت، اس کی گفتگو کرنے کا انداز، اس کے رویے اور اس کی ادائیں، سب اس کی خوبصورتی کی جانچ کے لیے اتنا ہی ضروری ہوتی ہیں جتنا اس کا چہرہ۔ بعض محققین نے خوبصورتی کو روح کی خوبصورتی یعنی خوب سیرتی سے بھی تعبیر کیا ہے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ خوبصورتی سے مربوط جو صفات پیدائشی طور پر کسی خاتون کے حصے میں آئی ہیں انھیں جانچنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی یعنی کسی خاتون کا پیدائشی رنگ جو اس کو خدا کی طرف سے ملا ہے اس کی بدصورتی کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے ہم دیکھتے کہ ملکۂ حسن کے اکثر مقابلوں میں سانولی خواتین بھی اول نمبر پر آتی ہیں۔ لہذا یہ طے کر لینا ضروری ہے کہ پاکستانی معاشرے میں اگر صرف سفید رنگت کو ہی خوبصورتی سمجھا جاتا ہے تو سراسر غلط ہے۔ مزید برآں، خوبصورتی کی سائنسی تعریفیں یہ بھی مانتی ہیں کہ خوبصورتی دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے لہذا یہ بھی جاننا چاہیے کہ دیکھنے والے کا اپنا فہم و ادراک، سمجھ بوجھ اور مقام و مرتبہ کیا ہے۔ ہمارے معاشرے کی خواتین تو یہ توقع کرتی ہیں کہ ہر کس و ناکس انھیں خوبصورت سمجھے اور ان کی تعریف کرے۔ خواتین کی یہ توقع سائنسی طور پر اس لیے درست نہیں چونکہ وہ دیکھنے والے کی اہلیت اور قابلیت کو مدنظر نہیں رکھتیں۔ نفسیات اس بات پر بھی سختی سے قائم ہے کہ ہر انسان کا

ادراک دوسروں سے مختلف ہوتا ہے یعنی ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہو بہاراں، اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا، یا، کوئی اپنی ہی نظر سے تو ہمیں دیکھے گا، ایک قطرے کو سمندر نظر آئیں کیسے۔

مندرجہ بالا حقائق کو جاننے کے بعد ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم خوبصورتی کو سائنسی طریقے سے ہی سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کریں۔ وگرنہ ہم خوبصورتی کو روایتی طریقے سے بیان کرتے رہے تو ہم کبھی بھی کسی درست تعریف تک نہیں پہنچ پائیں گے کیونکہ خوبصورتی کے روایتی معیار وقت کے ساتھ ساتھ مختلف معاشروں میں مختلف طریقوں سے بدلتے رہتے ہیں اور فیشن کی طرح کبھی ایک سے نہیں رہتے۔ جیسا کہ پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی میں یورپ میں موٹی اور بھاری بھرکم خواتین کو خوبصورت سمجھا جاتا تھا، انیسویں صدی میں بہت سے مغربی ممالک میں پتلی کمر اور چست لباس پہننے والی خواتین خوبصورتی کی علامت تھیں، انیسویں صدی کے اواخر میں دوبارہ وزنی خواتین کو خوبصورت سمجھا جانے لگا، اور اسی طرح یہ معیار وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے نظر آئے۔ آجکل کے دور میں مغربی معاشروں میں اکثریت دبلی پتلی خواتین کو پسند کرتی ہے مگر کسی خاتون کی خوبصورتی کو اس کی رنگت سے ہرگز نہیں تولا جاتا۔ یہ وبا ہمارے معاشرے کا ہی خاصہ ہے کیونکہ ہماری عقلی بلندی اور شعور ابھی کالے اور گورے رنگ سے باہر نہیں نکلا اور ہم اب تک کنوئیں کے مینڈک بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ہمارے نبی فرما گئے ہیں کہ کسی گورے کو کالے اور سرخ کو سفید پر کوئی فضیلت نہیں یعنی صرف رنگت کی بنیاد پر کسی کو کسی سے برتر یا کمتر نہیں سمجھنا چاہیے۔ سائنس تو یہاں تک کہتی ہے کہ دنیا کا پہلا انسان انتہائی سیاہ فام تھا جس نے ساری انسانیت کو جنم دیا اور گورے انسانوں سے پہلے دنیا میں کالے انسان آباد تھے۔

خوبصورتی کو درست انداز سے نہ سمجھنے اور اسے صرف روایتی طریقے سے دیکھنے کے بہت سے نقصانات ہیں۔ خواتین سماجی دباؤ کا شکار ہوتی ہیں اور خوبصورت یعنی سفید نظر آنے کے لیے طرح طرح کے غیر سائنسی اور مضر ہتھکنڈے استعمال کرتی ہیں۔ ہماری خواتین کی فہم و فراست اور علم اتنا ہر گز نہیں ہوتا کہ وہ کسی بھی کاسمیٹکس کے اجزائے ترکیبی کو سمجھ سکیں اور ان کے سائیڈ ایفیکٹس کو جان سکیں۔ مارکیٹ میں ملنے والی بہت سی کاسمیٹکس بھی ادنی درجے کی اور سستی قیمت میں دستیاب ہوتی ہیں جو خواتین کے لیے بہت سے جلدی مسائل پیدا کرتی ہیں۔ ان مسائل سے جلدی امراض کے ڈاکٹر اور بیوٹیشنز دونوں ہاتھوں سے خواتین کو لوٹتے ہیں اور ان سے پیسہ نکلواتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ مسلمان معاشرے میں گلی گلی میں درس و تدریس کے سلسلے ہوتے مگر آج ہمارے معاشرے میں گلی گلی میں بیوٹی پارلرز کھل چکے ہیں اور ہر پارلر پر خواتین کا ہجوم رہتا ہے، وہ اپنی باری کا انتظار کرتی نظر آتی ہیں اور پہلے سے نمبر لے کر تشریف لاتی ہیں۔ خواتین یہ تک نہیں دیکھتیں کہ جس بیوٹیشن کے پاس وہ جا رہی ہیں اس کی اپنی اہلیت اور قابلیت کیا ہے۔ اکثر بیوٹیشنز نے صرف چند ہفتوں کی تربیت لینے کے بعد اپنی دکانیں سجائی ہوئی ہیں۔ یہی حال جلد کے ماہر ڈاکٹروں کا بھی ہے جن کی اخلاقی حالت کا اندازہ ان کے بورڈ پڑھ کر یا ان کے لیٹر ہیڈ پڑھ کر آسانی سے لگایا جا سکتا ہے جہاں وہ خود کو ماہر امراض جلد و جنسیات کہتے نظر آتے ہیں۔ یعنی جلد کے ساتھ ساتھ مردانہ اور زنانہ جنسی امراض کو بھی دیکھتے ہیں جو کہ ان کا شعبہ ہی نہیں۔

معاشرے میں ان سب باتوں کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد میں نے اس موضوع پر تحقیق کی اور ایک نیا نفسیاتی مرض دریافت کیا جس کا موجودہ نفسیات میں تذکرہ نہیں ملتا۔ اس مرض کو میں نے کیرزمافوبیا کا نام دیا یعنی خوبصورتی کم ہو جانے یا کھو دینے کا خوف۔ اس نئے مرض کی دریافت کے بعد میں نے اس پر مزید تحقیق کی اور اس کی علامات وضع کیں جو درج ذیل ہیں:

- اپنی جسمانی کشش اور صرف جسم کے بل بوتے پر دوسروں کی تعریف سننے کی شدید ترین خواہش ہونا

- اپنی جسمانی کشش اور صرف جسم کے بل بوتے پر دوسروں کو مرعوب کرنا
- اپنی موجودہ عمر سے کئی گنا کم نظر آنے کی شدید خواہش ہونا
- اپنی جسمانی کشش اور صرف جسم کے بل بوتے پر خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا
- انٹرنیٹ اور میڈیا پر غیر ضروری وقت صرف اس لیے صرف کرنا کہ خوبصورتی کے بارے میں نئی معلومات ہاتھ آسکیں
- لباس کے معاملے میں غیر معمولی طور پر محتاط ہونا
- دوسروں کی اس تنقید سے گھبرانا جو جسمانی کشش اور بدن سے متعلق ہو
- خوبصورت نظر آنے یا خوبصورت رہنے کے لیے غیر سائنسی اور مضر طریقے اختیار کرنا

مندرجہ بالا علامات کیرزمافوبیا کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس مرض کا چیک اپ کرنے کے لیے میں نے ایک ٹسٹ بھی وضع کیا ہے جو سائنسی طور پر قابل اعتماد ہے اور میری ویب سائٹ پر مفت دستیاب ہے۔

اس تحریر کا مقصد لوگوں اور بالخصوص خواتین کو اس بات پر قائل کرنا ہے کہ وہ خوبصورتی کی اصل حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور میڈیا پر کثرت سے چلنے والے کاسمیٹکس کے اشتہارات سے اور سماجی دباؤ سے مرعوب ہو کر اپنا انفرادی حسن، انفرادی تشخص اور وقار داؤ پر نہ لگائیں۔ دنیا کا ہر انسان خوبصورت ہو سکتا ہے اگر وہ خوبصورتی کو درست انداز میں سمجھتا ہو۔ بیوٹی پارلرز ہرگز بیوٹی کے پارلرز نہیں بلکہ میک اپ کے پارلرز ہیں۔ بیوٹی دینا نہ تو بیوٹی پارلرز کی استعداد ہے اور نہ ہی جلد کے ڈاکٹر کسی کو خوبصورت بنا سکتے ہیں۔ خود کو خوبصورت سمجھنا ہی خوبصورت ہونا ہے۔